

انتخاب

نقدِ احادیث کیلئے درایت کے اصول

تحقیق واقعات کا دوسرا اصول یہ تھا کہ جو واقعہ بیان کیا جاتا ہے ، عقلی شہادت کے مطابق بھی ہے یا نہیں ؟

یہ اصول بھی در حقیقت قرآن مجید ہی نے قائم کر دیا تھا ، حضرت عائشہ رضہ پر جب منافقین نے تہمت لگائی * تو اس طرح خبر کو مشہور کیا کہ بعض صحابہ رضہ تک مغالطہ میں آ گئے ، چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ حضرت حسان رضہ بھی قاذفین میں شریک تھے ، اور اسی بنا پر حد نذف جاری کی گئی ، قرآن مجید میں بھی اس کی تصریح ہے :-

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ

جن لوگوں نے تہمت لگائی وہ تمہارے گروہ میں سے ہیں (سورہ نور: ۲)

تفسیر جلالین میں (منکم) کی تفسیر حسب ذیل ہے :

جماعة من المؤمنین : یعنی تہمت لگانے والے مسلمانوں کا ایک گروہ ہے ۔

قرآن مجید کی آیتیں حضرت عائشہ رضہ کی براءت اور طہارت کے متعلق جو نازل ہوئیں ، ان میں سے ایک یہ ہے :-

* اس ضمن میں سیرت نبوی پر جو بہتان ہماری کتابوں میں درج ہے وہ الگ تفصیل تجزیہ چاہتا ہے ۔ (مدیر)

وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَنَكَ

هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ﴿۱۶﴾

اور جب تم نے سنا تو کیوں نہیں کہہ دیا کہ ہم کو ایسی بات بولنا مناسب نہیں
سبحان اللہ یہ بڑا بہتان ہے (سورہ نور : ۱۶)

عام اصول کی بنا پر اس خبر کی تحقیق کا یہ طریقہ تھا کہ پہلے راویوں کے
نام دریافت کئے جاتے پھر دیکھا جاتا کہ وہ ثقہ اور صحیح الروایہ ہیں یا نہیں؟
پھر ان کی شہادت لی جاتی - لیکن خدا نے اس آیت میں فرمایا کہ : مننے
کے ساتھ تم نے کیوں نہیں کہہ دیا کہ یہ بہتان ہے -

اس سے قطعاً ثابت ہوتا ہے کہ اس قسم کا خلاف قیاس جو واقعہ بیان
کیا جائے قطعاً سمجھ لینا چاہئے کہ غلط ہے ۔

اس طرز تحقیق یعنی ”درایت“ کی ابتدا خود صحابہ رض کے عہد میں
ہو چکی تھی - فقہاء میں بعض اس بات کے قائل ہیں کہ آگ پر ہکی ہوئی
چیز کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے - حضرت ابوہریرہ رض نے حضرت عبداللہ بن
عباس رض کے سامنے جب اس مسئلہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
منسوب کیا تو حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا کہ اگر یہ صحیح ہو تو اس
ہانی کے پینے سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا جو آگ پر گرم کیا گیا ہو (۱) -
حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابوہریرہ کو ضعیف الروایہ نہیں سمجھتے
تھے، لیکن چونکہ ان کے نزدیک یہ روایت، درایت کے خلاف تھی، اس لئے
انہوں نے تسلیم نہیں کی اور یہ خیال کیا کہ سمجھنے میں غلطی ہو گئی ہوگی۔
جب حدیثوں کی تدوین شروع ہوئی، تو محدثین نے درایت کے اصول
بھی منضبط کئے، جن میں سے بعض یہ ہیں :

”ابن جوزی نے کہا ہے کہ جس حدیث کو دیکھو کہ عقل یا اصول مسألمہ کے
خلاف ہے تو جان لو کہ وہ مصنوعی ہے“ اس کی نسبت اس بحث کی ضرورت
نہیں کہ اس کے راوی معتبر ہیں یا غیر معتبر - اسی طرح سے وہ حدیث قابل اعتبار نہیں

۱ - صحیح الترمذی - باب الوضوء

جو محسوسات اور مشاہدہ کے خلاف ہو۔ اور تاویل کی گنجائش نہ رکھتی ہو۔ یا وہ حدیث جس میں ذرا سی بات پر عذاب کی دھمکی ہو، یا معمولی کام پر بہت بڑے ثواب کا وعدہ ہو (اس قسم کی حدیثیں واعظوں کے ہاں بہت پائی جاتی ہیں) یا وہ حدیث کہ: کدو کو بغیر ذبح کئے نہ کھاؤ۔ اس لئے بعض محدثین نے لغویت کو راوی کے کذب کی دلیل قرار دیا ہے، یہ تمام قرینے خود روایت سے متعلق ہیں، اور کبھی یہ قرائن راوی کے متعلق ہوتے ہیں: مثلاً غیاث کا واقعہ خلیفہ مہدی کے ساتھ۔ یا جب کہ راوی کوئی ایسی حدیث بیان کرے، جو اور کسی نے نہ بیان کی ہو، اور خود راوی جس سے روایت کرتا ہے، اس سے ملا تک نہ ہو، یا وہ حدیث جس کو ایک ہی راوی بیان کرتا ہے، حالانکہ بات ایسی ہے کہ اس سے اوروں کو بھی مطلع ہونا ضرور تھا: جیسا کہ خطیب بغدادی نے کتاب الکفایہ کے شروع میں اس کی تصریح کی ہے، یا وہ روایت جس میں کسی عظیم الشان واقعہ کا ذکر ہے، کہ اگر وہ واقعہ ہوا ہوتا تو ساتھ سینکڑوں آدمی اس کو بیان کرتے: مثلاً یہ کہ کسی دشمن نے حاجیوں کو کعبہ کے حج سے روک دیا (۲)

اس عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ حسب ذیل صورتوں میں روایت اعتبار کے قابل نہ ہوگی، اور اس کے متعلق اس تحقیق کی ضرورت نہیں کہ اس کے راوی معتبر ہیں یا نہیں:

- ۱۔ جو روایت عقل کے مخالف ہو۔
- ۲۔ جو روایت اصول مسلمہ کے خلاف ہو۔
- ۳۔ محسوسات اور مشاہدہ کے خلاف ہو۔
- ۴۔ قرآن مجید، یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی کے خلاف ہو اور اس میں تاویل کی کچھ گنجائش نہ ہو۔
- ۵۔ جس حدیث پر معمولی بات پر سخت عذاب کی دھمکی ہو۔
- ۶۔ معمولی کام پر بہت بڑے العام کا وعدہ ہو۔
- ۷۔ وہ روایت رکبیک المعنی ہو، مثلاً کدو کو بغیر ذبح کئے نہ کھاؤ۔
- ۸۔ جو راوی کسی شخص سے ایسی روایت کرتا ہے کہ کسی اور نے نہیں کی، اور یہ راوی اس شخص سے نہ ملا ہو۔
- ۹۔ جو روایت ایسی ہو کہ تمام لوگوں کو اس سے واقف ہونے کی ضرورت ہو باین ہمہ راوی کے سوا کسی اور نے اس کی روایت نہ کی ہو۔

۱۰۔ جس روایت میں ایسا قابل اعتنا واقعہ بیان کیا گیا ہو کہ اگر وقوع میں آتا تو میکڑوں آدمی اس کو روایت کرتے، باوجود اس کے صرف ایک ہی راوی نے روایت کی ہو۔

ملا علی قاری نے ”موضوعات“ (۳) کے خاتمہ میں حدیثوں کے نامعتبر ہونے کے چند اصول تفصیل سے لکھے ہیں، اور ان کی مثالیں نقل کی ہیں۔ ہم اس کا خلاصہ اس موقع پر نقل کرتے ہیں:-

۱۔ جس حدیث میں فضول باتیں ہوں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نہیں نکل سکتیں۔ مثلاً یہ کہ: جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے۔ خدا اس کلمہ سے ایک پرند پیدا کرتا ہے جس کے ستر زبانیں ہوتی ہیں، ہر زبان میں ستر ہزار لغت ہوتے ہیں۔ الخ

۲۔ وہ حدیث جو مشاہدہ کے خلاف ہو: مثلاً یہ حدیث کہ: ”بیگن کھانا ہر مرض کی دوا ہے۔“

۳۔ وہ حدیث جو صریح حدیثوں کے خلاف ہو۔

۴۔ جو حدیث واقع کے خلاف ہو: مثلاً یہ کہ دھوپ میں رکھے ہوئے پانی سے غسل نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ اس سے برص پیدا ہوتا ہے۔

۵۔ وہ حدیث جو انبیاء علیہم السلام کے کلام سے مشابہت نہ رکھتی ہو مثلاً یہ حدیث کہ تین چیزیں نظر کو ترقی دیتی ہیں، سبزہ زار، آب روان، خوبصورت چہرہ کا دیکھنا۔

۶۔ وہ حدیث جن میں آئندہ واقعات کی پیشین گوئی بقید تاریخ مذکور ہوتی ہے، مثلاً یہ کہ فلاں سنہ اور فلاں تاریخ میں یہ واقعہ پیش آئے گا۔

۷۔ وہ حدیثیں جو طبعیوں کے کلام سے مشابہ ہیں: مثلاً یہ کہ ”ہریسہ کے کھانے سے قوت آتی ہے“ یا یہ کہ ”مسلمان شیریں ہوتا ہے اور شیرینی پسند کرتا ہے۔“

۸ - وہ حدیث جس کے شاطھ ہونے کے دلائل موجود ہیں : مثلاً عوج بن عنق کا قد تین ہزار گز تھا -

۹ - وہ حدیث جو صریحاً قرآن کے خلاف ہو : مثلاً دلیا کی عمر سات ہزار برس ہے - کیونکہ یہ روایت صحیح ہو تو ہر شخص بتا دے گا کہ قیامت کے آنے میں اس قدر دیر ہے - حالانکہ قرآن سے ثابت ہے کہ قیامت کا وقت کسی کو معلوم نہیں -

۱۰ - وہ حدیثیں جو خضر علیہ السلام کے متعلق ہیں -

۱۱ - جس حدیث کے الفاظ رکیک ہوں -

۱۲ - وہ حدیثیں جو قرآن مجید کی الگ الگ سورتوں کے فضائل میں وارد ہیں ، حالانکہ یہ حدیثیں تفسیر بیضاوی اور کشاف وغیرہ میں منقول ہیں -

ان اصول سے محدثین نے اکثر جگہ کام لیا اور ان کی بنا پر بہت سی روایتیں رد کر دیں : مثلاً ایک واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ” آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کو جزیہ سے معاف کر دیا تھا ، اور معافی کی دستاویز لکھوا دی تھی -

ملا علی قاری اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ روایت مختلف وجوہ سے باطل ہے -

۱ - اس معاہدہ پر سعد بن معاذ کی گواہی بیان کی جاتی ہے ، حالانکہ وہ غزوہ خندق میں وفات پا چکے تھے -

۲ - دستاویز سین کا تب کا نام معاویہ ہے ، حالانکہ وہ فتح مکہ کے بعد اسلام لائے -

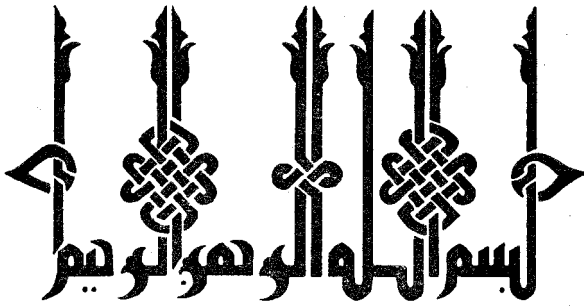
۳ - اس وقت تک جزیہ کا حکم ہی نہیں آیا تھا ، جزیہ کا حکم قرآن مجید میں جنگ تبوک کے بعد نازل ہوا ہے -

۴ - دستاویز میں تحریر ہے کہ ” یہودیوں سے بیگار نہیں لی جائے گی “ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بیگار کا رواج ہی نہ تھا -

— ۲۱۹ —

- ۵ - خیبر والوں نے اسلام کی سخت مخالفت کی تھی ، ان سے جزیہ کیوں معاف کیا جاتا ؟
- ۶ - عرب کے دور دراز حصوں میں جب جزیہ معاف نہیں ہوا ، حالانکہ ان لوگوں نے چنداں مخالفت اور دشمنی نہیں کی تھی ، تو خیبر والے کیوں کر معاف ہو سکتے تھے -
- ۷ - اگر جزیہ ان کو معاف کر دیا گیا ہوتا تو یہ اس بات کی دلیل تھی کہ وہ اسلام کے ہوا خواہ اور دوست اور واجب الرعاہ ہیں ، حالانکہ چند روز کے بعد خارج البلد کر دئے گئے -
- سیرت النبی ، از علامہ شبلی نعمانی ، مطبع معارف اعظم گڑھ طبع ششم حصہ اول ، ص ۲۱ تا ص ۲۷

اس ماہ کا سرورق



اسلامی ثقافت کے بہترین مظاہر میں سے بسملہ ہے۔ ہمارے خوش نویسوں، سنگ تراشوں اور مرصع کاروں نے اس کلمے کو طرح طرح سے لکھ کر اور نقش کر کے حسن کاری کے کمالات دکھائے ہیں۔ اس کا ایک حسین نمونہ اس ماہ کے سرورق کی زینت ہے۔